Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 1234 1234
ISSN(P): 1234 1234
al-marjan.com.pk

Article QR

Imām Ibn ʿĀshūr and the Science of Maqāṣid al-Sharīʿa: A Research Study on New Dimensions in Jurisprudential Disciplines

امام ابن عاشورؒ اور علم مقاصد شریعت: فقہی ابواب میں نئی جہات کا تحقیقی مطالعہ

Authors

1. Muhammad Bilal
Assistant Professor, Government Islamia Graduate College, Kasur, Pakistan.
bilalkamboh7713@gmail.com

2. Dr. P. S. Syed Masood Jamali
Assistant Professor, SAIS, B.S.A Crescent Institute of Science & Technology,Vandalur, Chennai, India.

Citation

Bilal, Muhammad and Dr. P. S. Syed Masood Jamali" Imām Ibn ʿĀshūr and the Science of Maqāṣid al-Sharīʿa: A Research Study on New Dimensions in Jurisprudential Disciplines." Al-Marjān Research Journal, 2, no.2, Jul-Sep (2024): 25– 37.

History

Received:Jul 07, 2024, **Revised**: Aug 15, 2024, **Accepted**: Sep 05, 2024, **Available Online**: Sep 25, 2024.

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Journal

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
Copyright Muslim Intellectuals Research CenterAll Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Imām Ibn ʿĀshūr and the Science of Maqāṣid al-Sharīʿa: A Research Study on New Dimensions in Jurisprudential Disciplines

امام ابن عاشورؒ اور علم مقاصد شریعت: فقہی ابواب میں نئی جہات کا تحقیقی مطالعہ

*محمد بلال　　*ڈاکٹر پی۔ ایس۔ سید مسعود جمالی

Abstract

This study explores the contemporary understanding and interpretation of jurisprudential theories through the lens of Ibn Ashur's perspectives. Ibn Ashur, a prominent 20th-century Islamic scholar, is renowned for his contributions to the modern interpretation of Islamic jurisprudence, particularly through his work *Al-Tahrir wa al-Tanwir*. This research provides an in-depth analysis of Ibn Ashur's theories, focusing on his approach to reconciling traditional Islamic legal principles with contemporary issues. It examines how Ibn Ashur's thought addresses key aspects such as the adaptability of Shariah to modern contexts, the principles of social justice, and the application of legal maxims in contemporary settings. By reviewing Ibn Ashur's methodologies and interpretations, this study aims to elucidate how his theories contribute to the evolving understanding of Islamic law and its practical implications in today's world. The analysis highlights Ibn Ashur's impact on modern jurisprudence and his efforts to make Islamic legal thought relevant and applicable in the current era.

Keywords: Ibn Ashur, contemporary jurisprudence, Islamic legal theory, Al-Tahrir wa al-Tanwir, modern interpretation, Shariah adaptability, social justice.

تعارف موضوع

اسلام ایک عالمگیر اور ابدی دین ہے جس میں اتنا تنوع اور لچک ہے کہ ہر تغیرات و موجودات کو اپنے اندر سمولیتا ہے اور ہر وجود میں آنے والی نئی چیز کا حکم اور حیثیت بیان کرتا ہے۔ تقریباً دو صدیوں سے دنیا کی زمام اقتدار کفار کے ہاتھ میں ہے۔ مسلم و غیر مسلم ہر جگہ مغرب کا تراشیدہ نظام حکومت رائج ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں مغرب سے درآمد کنندہ قوانین نافذ العمل ہیں۔ مزید بر آں سترہویں صدی سے ہونے والے سائنسی و صنعتی انقلاب نے نت نئے مسائل سے دوچار کیا ہے۔ ان حالات میں معاصر مجتہدین نے نت نئی ایجادات، اخلاقی انحطاط، سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات میں تغیر، عرف و احوال اور ظروف میں تبدیلی کے باعث جلب منفعت اور دفع حرج کے اصول کے تحت مقاصد شرعیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے گنجائش پیدا کی ہے اور نئی راہیں تلاش کی ہیں۔ یہ رجحان بلاد مغرب عربیہ میں زیادہ نمایاں ہوا۔ اس ضمن میں معاصر علماء کا علم مقاصد شرعیہ پر ایک وسیع لٹریچر ہمارے سامنے آتا ہے۔ بلاد عرب میں علامہ شاطبیؒ کے بعد معاصر علماء میں سے جس شخصیت نے علم مقاصد شریعت بطور تعلیل بالحکم کو موضوع بحث بنایا وہ علامہ طاہر بن عاشورؒ ہیں۔ فصل ہذا میں علامہ ابن عاشورؒ کا مختصر تعارف اور اسلوب مقاصدی پیش کیا جاتا ہے۔

* اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ اسلامیہ گریجویٹ کالج، قصور، پاکستان۔

* اسسٹنٹ پروفیسر، اسکول آف عربک اینڈ اسلامک اسٹڈیز، بی ایس اے کریسنٹ انسٹی ٹیوٹ آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، وینڈلور، چنئی، انڈیا۔

امام ابن عاشور کا تعارف

نام ونسب وپیدائش

آپؒ کا نام محمد طاہر بن محمد بن محمد الشاذلی ابن عبد القادر بن محمد بن عاشور ہے۔ آپؒ کی والدہ شیخ وزیر محمد عزیز بوعتور کی بیٹی تھیں، بلند علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؒ کے خاندان نے امریکہ کی ہسپانیہ کو نو آبادیاتی کالونی بنانے کے بعد اندلس سے مراکش کے شہر "سلا" کی طرف ہجرت کی پھر بعد میں تیونس میں قیام پذیر ہوا۔ آپؒ کی پیدائش جمادی الاولی ۱۲۹۷ھ میں مرسی جو تیونس کی نواحی بستیوں میں سے ایک بستی ہے میں ہوئی۔[1]

حصول علم

آپؒ نے چھ برس کی عمر میں قرآن مجید کا حفظ شروع کیا۔ چودہ برس کی عمر میں جامعہ زیتونیہ میں داخل ہوئے جہاں صَرف و نحو میں "الفیہ ابن مالک" اور دیگر شروحات پڑھیں۔ بلاغت میں "رسالہ سمرقندی" اور "شرح تفتازانی" کی تعلیم حاصل کی۔ منطق میں "سلم" پڑھی۔ فقہ میں "کتاب اقرب المسالک الی مذھب مالک"، "تحفۃ الحکام" اور دیگر شروحات کی تعلیمات حاصل کیں۔ اصول فقہ میں "شرح ابن الحطاب"، "تنقیح الفصول فی الأصول" اور "شرح جلال الدین المحلی" وغیرہ کا علم حاصل کیا۔ حصول علم کے بعد تمام عمر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔ مزید برآں آپؒ مختلف مدارس اور مکاتب کی لجنات کے ممبر بھی رہے، محکمہ اوقاف کے ممبر مقرر ہوئے۔ تیونس میں مالکی مکتبہ فکر کے قاضی اور مفتی بھی رہے، جامعہ زیتونیہ میں شعبہ علوم اسلامیہ کے ڈین بھی مقرر ہوئے۔[2]

شیوخ

آپؒ نے جامعہ زیتونیہ کے متعدد شیوخ سے کسب فیض کیا تاہم مشہور اساتذہ میں شیخ عبد القادر تمیمیؒ، شیخ عمر بن عاشورؒ، شیخ محمد صالح شریفؒ، شیخ محمد نخلیؒ، شیخ احمد جمال الدینؒ، شیخ محمد عربیؒ اور شیخ محمد نجار شریفؒ وغیرہ کے نام شامل ہیں۔[3]

تلامذہ

آپؒ سے کثیر تعداد میں طلباء نے علم حاصل کیا تاہم مشہور تلامذہ میں عبد الحمید بن بادیس الجزائریؒ، محمد صادق شطیؒ، محمد فاضل ابن عاشورؒ، أبو الحسن بن شعبانؒ، محمد بن خلیفہ مدنیؒ اور محمد بن خوجہؒ کے نام زیادہ نمایاں ہیں۔[4]

کتب

آپؒ نے تفسیر، حدیث، فقہ واصول، مقاصد شریعت، ادب، تاریخ وسیرت اور دیگر علوم پر بے شمار کتب تحریر کیں جن کی تعداد چالیس سے زائد ہے تاہم مشہور کتب درج ذیل ہیں۔

i. التحریر والتنویر

---

[1] ابن خوجہ، شیخ محمد حبیب، **شیخ الاسلام الامام الاکبر محمد طاہر ابن عاشور**، قطر، وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ، ج:۱، ص:۱۵۳۔

[2] شیخ الاسلام الامام الاکبر محمد طاہر ابن عاشور، ج:۱، ص:۱۵۴۔

[3] ایضاً، ص:۱۵۵،۱۵۶۔

[4] الاعلام للزرکلی، ج:۳، ص:۲۸۹ / ایضاً، ج:۶، ص:۱۶۲۔ / محمد محفوظ، **تراجم المؤلفین التونسیین**، دار لغرب الاسلامی، الطبعۃ الاولیٰ، 1984م، ج:۳، ص:۱۹۸، ۲۹۱، ۳۱۳۔

ii. مقالات فی السیرۃ والشمائل
iii. تحقیق روایۃ الفربری لصحیح مسلم
iv. حاشیۃ التوضیح والتصحیح لمشکلات کتاب التنقیح
v. اصول الانشاء والخطابۃ
vi. موجز البلاغۃ
vii. مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ
viii. اصول النظام الاجتماعی فی الاسلام
ix. الوقف وآثارہ فی الاسلام
x. دیوان بشار بن برد[5]

وفات

آپؒ کی وفات تیونس کے نواحی علاقہ مرسی میں 94 برس کی عمر میں بروز ہفتہ ۱۳ رجب 1394ھ کو ہوئی اور شہر تیونس کے مقبرہ زلاج میں مدفون ہوئے۔[6]

منہج مقاصدی

متقدمین فقہاء کرام نے فقہ و اصول فقہ، تصوف و تربیت، علم الکلام اور تفسیری کتب میں علم مقاصد شرعیہ پر جزوی ابحاث کیں۔ امام شاطبیؒ نے سب سے پہلے اپنی کتاب الموافقات میں "کتاب المقاصد" کے عنوان سے باب قائم کیا۔ تاہم علامہ طاہر بن عاشورؒ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے علم مقاصد شرعیہ پر سب سے پہلے مستقل طور پر "مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ" کے عنوان سے کتاب تحریر کی۔ آپؒ نے نا صرف علامہ شاطبیؒ کے کام کو مرتب کیا بلکہ اپنے غور و فکر اور تحقیق سے اس موضوع پر نئے اضافے اور نظریات بھی پیش کیے۔ آپؒ نے کتاب ہذا کو بنیادی طور پر درج ذیل تین اقسام میں تقسیم کیا ہے:

i. القسم الأول: فی اثبات مقاصد الشریعۃ واحتیاج الفقیہ الی معرفتھا وطرق اثباتھا ومراتبھا
ii. القسم الثانی: فی المقاصد العامۃ من التشریع
iii. القسم الثالث: فی المقاصد الخاصۃ بأنواع المعاملات[7]

القسم الاول

علامہ طاہر بن عاشورؒ نے قسم اول کا آغاز "احتیاج الفقیہ الی معرفۃ مقاصد الشریعۃ" کی بحث کے ساتھ کیا ہے اور مجتہدین کے شرعی احکام کی فقاہت میں تصرف کی پانچ اطراف بیان کی ہیں۔

i. احکام شرعیہ سے متعلق مختلف اقوال اور ان کے لغوی و شرعی مدلدلات کو سمجھنا۔

---

[5] شیخ الاسلام الامام الاکبر محمد طاہر بن عاشور، ج:۱، ص:۳۱۸، ۳۲۳، ۳۲۸، ۴۰۸، ۱۷۱، ۶۷۱۔/ الاعلام للنزرکلی، ج:۶، ص:174۔

[6] شیخ السلام الامام الاکبر محمد طاہر بن عاشور، ج:۱، ص:۱۶۹۔/ الاعلام للنزرکلی، ج:۶، ص:۱۷۴۔

[7] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص:۱۷۶۔

ii. معارض دلائل کی پہچان کرنا اور ان میں جمع و تطبیق اور ترجیح کی پہچان کرنا۔

iii. غیر منصوص چیز کے حکم کو منصوص چیز کے حکم پر قیاس کرنا۔

iv. نئے پیش آمدہ مسئلہ وحادثہ جو غیر منصوص ہے اور جس کی کوئی نظیر بھی نہیں ملتی اس پر حکم لگانا۔

v. بعض احکام شرعیہ جن کے علل وحکم کی معرفت مشکل ہے جیسکہ تعبدی معاملات۔

علامہ طاہر بن عاشورؒ کے نزدیک ان پانچوں جہات میں مجتہد کو مقاصد شرعیہ کی معرفت کی انتہائی ضرورت ہے اور ان کی معرفت کے بغیر اجتہاد ممکن نہیں۔[8]

پھر آپؒ نے مقاصد شرعیہ کے اثبات کے درج ذیل تین طرق بیان کیے ہیں:

i. استقر اشریعت سے مقاصد کی پہچان

ii. قرآن مجید کے واضح الدلالت دلائل سے مقاصد کی پہچان

iii. سنت متواترہ سے مقاصد کی پہچان[9]

پھر آپؒ نے سلف کے اجتہادی منہج کو بیان کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ کس طرح انہوں نے اپنے اجتہادات میں مقاصد شریعت کی طرف رجوع کیا اور ان کا لحاظ رکھا۔ اس ضمن میں آپؒ نے صحابہ کرامؓ، تابعین عظام اور فقہاء اربعہ کے اجتہادات کی چند مثالیں بھی بیان کی ہیں۔ آپؒ کے نزدیک ادلہ شرعیہ کے ظاہری الفاظ مقاصد شرعیہ کی تفہیم کے لیے کافی نہیں ہیں جب تک ان کا سیاق نہ سمجھا۔ مجتہد کو اس قابل ہونا چاہیے کہ وہ شارع کے اقوال و اعمال اور تصرفات میں تمیز کر سکے کہ کونسے افعال عمومی، تبلیغی نوعیت کے ہیں۔ اور کونسے تصرفات خصوصی نوعیت یعنی بطور امام اور قاضی کے ہیں۔ اس ضمن میں علامہؒ نے عہد نبوی ﷺ کی مختلف مثالیں بھی بیان کی ہیں۔

پھر آپؒ نے مقاصد شرعیہ کے دو مراتب قطعیہ اور ظنیہ بیان کیے ہیں۔ مقاصد قطعیہ کی مثال شریعت کا عمومی مقصد تیسیر ہے جو کہ قرآن و سنت کی نصوص قطعیہ سے ثابت شدہ ہے۔ جبکہ ظنیہ کی مثال قاعدہ "لاضرر ولاضرار" ہے جو کہ سنت غیر متواترہ سے مستنبط شدہ ہے۔[10]

قسم اول کے آخر میں آپؒ نے احکام شرعیہ کی تعلیل وعدم تعلیل پر بحث کی ہے۔ آپؒ کے نزدیک احکام شرعیہ کی تین اقسام ہیں:

i. احکام شرعیہ معلولہ۔ جن کی علت پر کوئی نص وارد ہوئی ہے

ii. احکام شرعیہ تعبدیہ۔ جن کی حکمت وعلت کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا۔

iii. احکام شرعیہ جو ان دونوں کے مابین ہیں۔ جن کی علت خفی ہے اور اس کے لیے اجتہاد و استنباط کی ضرورت ہے۔[11]

آپؒ کے نزدیک شریعت کے تمام احکام مقاصد الشارع پر مبنی ہیں جن کو حکمت، مصلحت اور منفعت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ علماء پر واجب ہے کہ وہ ان شرعی احکام کے علل و حکم اور ظاہری و خفی مقاصد کو پہچانیں۔ اور جو احکام تعبدیہ ہیں ان کا معاملات مالیہ اور جنائیہ کے ابواب سے کوئی واسطہ نہیں کیونکہ ان ابواب میں تعبدیت کا معنی نہیں پایا جاتا۔[12]

---

[8] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص:۱۸۳، ۱۸۴۔

[9] ایضاً، ص:۱۹۰، ۱۹۳، ۱۹۴۔

[10] ایضاً، ص:۲۳۵، ۲۳۷۔

[11] ایضاً، ص:۲۴۰، ۲۴۱۔

القسم الثانی: فی مقاصد التشریع العامۃ

قسم ثانی کا آغاز علامہ طاہر بن عاشورؒ نے مقاصد عامہ کی تعریف سے کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔

"مقاصدالتشريع العامة هى المعانى والحكم الملحوظة للشارع فى جميع اقوال التشريع او معظمها بحيث لاتختص ملاحظتها بالكون فى نوع خاص من احكام الشريعة۔"[13]

"شریعت کے عمومی مقاصد سے مراد وہ علل و حکم ہیں جو شارع کی جانب سے تمام یا اکثر احوال تشریع میں ملحوظ رکھی گئی ہیں۔ بایں طور کہ احکام شریعت کی خاص نوع میں ہونے کی وجہ سے ان کا لحاظ نہیں رکھا گیا، بلکہ عام ابواب سے ان کا تعلق ہے۔"

پھر مقاصد شرعیہ میں معنی حقیقی پائے جائیں گے یا معنی عرفی۔ معنی حقیقی وہ ہے جس کا تحقق محض الفاظ سے اس طرح ہوتا ہے کہ عقول سلیمہ ان الفاظ کی مصلحت کے ساتھ ملائمت یا مفسدہ کے خلاف منافرت کو عادتاً پہچان لیتی ہیں۔ اور ان میں عمومی نفع یا ضرر پایا جاتا ہے جیسکہ عدل و انصاف عمومی طور پر نافع ہے اور ظلم و زیادتی نقصان دہ۔ اور معنی عرفی سے مراد وہ تجربات ہیں جنہوں نے جمہور نفوس کو گرویدہ بنایا۔ اور ان لوگوں نے اس تجربہ کو عمومی اصلاح کے لیے مستحسن قرار دیا۔ اس کے علاوہ آپؒ نے معنی وھمی کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جس کی بنیاد وھم اور خیال پر ہوتی ہے جیسکہ لوگ میت سے نفرت اور خوف زدہ ہوتے ہیں۔ معنی وھمی مقاصد شرعیہ کی بنیاد نہیں بن سکتے۔[14]

علامہ طاہر بن عاشورؒ کے نزدیک شریعت کے احکام و مقاصد کی بنیاد شریعت کے بنیادی وصف فطرت حنیف پر قائم ہے۔ جیسکہ نکاح وارضاع، تعاوض، آداب معاشرت اور باہمی تعاون سے متعلقہ معاملات جو کہ فطرت سے باہر نہیں۔[15]

پھر اس کے بعد آپؒ نے واضح کیا ہے کہ شریعت کا سب سے بڑا عمومی مقصد نرمی ہے۔ اور نرمی سے مراد کسی معاملہ کو تنگی اور تساہل کے مابین متعدل طریقے پر آسان اور سہل بنانا ہے جو افراط و تفریط سے پاک ہو۔[16] اس ضمن میں آپؒ نے متعدد نصوص کو بطور استشہاد پیش کیا ہے۔ مزید برآں آپؒ نے نظام اُمت کی حفاظت و اصلاح اور اس کو فساد سے دور رکھنے کو بھی عمومی مقصد قرار دیا ہے۔ جو کہ انسانوں کی اصلاح اور ان سے فساد کو دور رکھنے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انسان اس عالم کے نگہبان ہیں اور ان کی اصلاح میں عالم کی اصلاح و دُرستگی ہے۔[17]

مصلحت و مفسدہ کا مفہوم

علامہ طاہر بن عاشورؒ مصالح کے حصول اور مفاسد کے ازالہ کو شریعت کا بنیادی مقصد قرار دیتے ہیں۔ پھر مصلحت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"بأنها وصف للفعل يحصل به الصلاح اى النفع منه دائما أو غالبا للجمهور او للآحاد۔"[18]

---

[12] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص:۲۴۶، ۲۴۷۔

[13] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص:۲۵۱۔

[14] ایضاً، ص:۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۵۔

[15] ایضاً، ص:۲۶۵۔

[16] ایضاً، ص:268۔

[17] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص:۲۷۶۔

[18] ایضاً، ص:۲۷۸۔

""مصلحت سے مراد کسی فعل کا وہ وصف جس سے اصلاح و دُرستگی حاصل ہو، یعنی اس سے دائمی یا غالب طور پر جمہور یا چند افراد کو نفع حاصل ہو۔"

پھر مفسدہ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وأما المفسدة فهى ما قابل المصلحة وهى وصف للفعل يحصل به الفساد اى الضر دائما او غالبا للجمهور او للآحاد۔"[19]

"اور مفسدہ سے مراد وہ جو مصلحت کے مقابل ہو اور وہ کسی فعل کا وہ وصف جس سے فساد حاصل ہوتا ہے یعنی اس سے دائمی یا غالب طور پر جمہور یا چند افراد کو ضرر پہنچے۔"

مصالح کی تقسیمات

علامہ طاہر بن عاشورؒ نے مختلف اعتبارات سے مصالح کی مختلف تقاسیم بیان کی ہیں۔ چنانچہ مکلف کے حظ اور عدم حظ کے اعتبار سے مصالح کو دو اقسام میں تقسیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"المصلحة بانوا عها تنقسم قسمين احدهما مايكون فيه حظ ظاهر للناس فى الجبلة--- والثانى ماليس فيه حظ ظاهر لهم---- مثال القسم الاول: تناول الاطعمة لاقامة الحياة ولبس الثياب وقربان النساء ومثال الثانى: توسيع الطرقات وتسويتها و إقامة الحرس بالليل۔"[20]

""مصلحت کو انواع سمیت دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ان میں سے ایک قسم وہ ہے جس میں ظاہری طور پر لوگوں کے لیے ان کی طبیعت میں خوشی پائی جائے---اور دوسری قسم وہ ہے جس میں ظاہری طور پر لوگوں کا کوئی حصہ نہ ہو--- پہلی قسم کی مثال زندہ رہنے کے لیے کھانا کھانا، کپڑے پہننا اور عورتوں کے قریب جانا اور دوسری قسم کی مثال راستوں کو کشادہ اور برابر کرنا اور رات کو پہرہ دینا۔"

پھر قوت و تأثیر کے اعتبار سے مصالح کو تین اقسام ضروریہ، حاجیہ اور تحسینیہ میں تقسیم کرتے ہیں[21] مصالح ضروریہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فالمصالح الضرورية هى التى تكون الامة بمجموعها وآحادها فى ضرورة الى تحصيلها بحيث لا يستقيم النظام باختلالها۔"[22]

"مصالح ضروریہ سے مراد وہ مقاصد ہیں جن کا حصول اُمت کے لیے اجتماعی و انفرادی طور پر ضرورت کے درجہ میں ہو اور ان میں خلل واقع ہونے سے معاشرے کا نظام قائم نہ رہ سکے۔"

---

[19] ایضاً، ص:۲۷۹۔

[20] ایضاً، ص:۲۹۲۔

[21] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص:۳۰۰۔

[22] ایضاً

علامہ طاہر بن عاشورؒ نے مصالح ضروریہ کے ذیل میں ضروریات خمسہ کو کچھ اس ترتیب سے بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے دین، پھر نفس، پھر عقل پھر مال اور آخر میں نسب کی حفاظت کا درجہ ہے[23] پھر مقاصد ضروریہ میں سے ہر مقصد کے دو پہلو بیان کرتے ہیں، ایک کا تعلق فرد سے جبکہ دوسرے کا تعلق پوری اُمت سے ہے اور دوسرے تعلق کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

"ان حفظ هذه الكليات معناه حفظها بالنسبة لآحاد الامة وبالنسبة لِعموم الامة بالاولى۔"[24]

"بے شک ان کلیاتِ خمسہ کی حفاظت دو پہلوؤں کے اعتبار سے ہے، ایک پہلو کا تعلق اُمت کے افراد سے ہے انفرادی طور پر جبکہ دوسرے پہلو کا تعلق پوری اُمت کے ساتھ ہے اور جو زیادہ اولیٰ ہے۔"

حفاظت دین کے انفرادی پہلو کے اعتبار سے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ عقائد و اعمال کو فاسد کرنے والی چیزوں سے بچے جبکہ عمومی پہلو کے اعتبار سے اسلامی ریاست کی حفاظت جو کہ شعائر اللہ کے نفاذ کی ضامن ہے ہر شخص پر لازم ہے۔[25]

حفاظتِ نفس سے مراد ارواح کو انفرادی اور عمومی طور پر تلف ہونے سے بچانا جیسکہ ناحق قتل کے بدلے قصاص کو فرض کیا گیا، اسی طرح لوگوں کو امراض متعدی طاعون وغیرہ سے بچانا، اسی طرح جسم کے مختلف اطراف کو تلف ہونے سے بچانا وغیرہ۔[26]

حفاظت عقل سے مراد لوگوں کی عقول کو خلل و فساد سے بچانا، اس ضمن میں جہاں انفرادی طور پر لوگوں کے لیے مسکرات کو حرام کیا گیا تو وہاں عمومی اعتبار سے اُمت کو مسکرات یعنی چرس، افیون، مورفین، کوکین اور ہیروئن وغیرہ کو پھیلانے سے منع کیا گیا۔[27]

حفاظت مال کے پیش نظر جہاں انفرادی طور پر لوگوں کو مال کی حفاظت کا حکم دیا گیا وہاں عمومی اعتبار سے اُمت کے اموال کو تلف کرنے اور بغیر عوض غیر مسلموں کے ہاتھ جانے سے بچانے کا حکم دیا گیا۔[28]

حفاظت نسل کی خاطر جہاں انفرادی طور پر زنا کے حرام ہونے کا حکم دیا گیا، حد مقرر کی گئی وہاں عمومی طور پر اُمت کے افراد کو خصی ہونے، کنوارے پن کے زائل ہونے کے خوف سے مباشرت ترک کرنے، رحم کے اعضاء کو کٹوانے، حمل گرانے اور ثدی کے کٹوانے سے منع کیا گیا۔"[29]

پھر مصالح حاجیہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"وهو ما تحتاج الامة إليه لاقتناء مصالحها و انتظام امورها على وجه حسن بحيث لولا مراعاته لما فسدالنظام ولكنه كان على حالة غير منتظمة فلذلک كان لايبلغ مرتبة الضرورى۔"[30]

---

[23] ایضاً، ص:301۔

[24] ایضاً، ص:302۔۔

[25] ایضاً، ص:303۔

[26] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص:303۔

[27] ایضاً، ص:۳۰۴۔

[28] ایضاً

[29] ایضاً، ص:۳۰۴،۳۰۵۔

[30] ایضاً، ص:۳۰۶۔

"مصالح حاجیہ سے مراد وہ مصالح ہیں جن کی اُمت اپنے مصالح کو پورا کرنے اور اپنے امور کو اچھے طریقے سے منظم کرنے میں محتاج ہو، بایں طور کہ اگر ان مصالح کا لحاظ نہ رکھا جائے تو نظام میں بگاڑ لازم آئے اور یہ فساد ضرورت کے درجہ کو نہیں پہنچتا۔"

علامہ طاہر بن عاشورؒ نے عادات، معاملات، عبادات اور عقوبات سے متعلقہ وہ تمام امور جو ضرورت کے درجہ کو نہیں پہنچتے ان کو بطور امثلہ بیان کیا ہے۔

پھر مصالح تحسینیہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والمصالح التحسينية هى عندى ما كان بها كمال حال الامة فى نظامها حتى تعيش آمنة مطمئنة ولها بهجة منظر المجتمع فى مرائى بقية الأمم، حتى تكون الامة الاسلامية مرغوباً فى الاندماج فيها او فى التقرب منها۔"[31]

"مصالح تحسینیہ سے مراد میرے نزدیک وہ امور ہیں جن کو اختیار کرنے سے اُمت مسلمہ اپنے نظام میں اس درجہ کمال حاصل کرلے کہ وہ مطمئن اور پُر امن زندگی گزارے۔ اور بقیہ اقوام امت اسلامیہ میں مدغم ہونے یا اس کے قریب ہونے کی خواہش کریں۔"

پھر افراد کے ساتھ تعلق کے اعتبار سے مصالح کو دو اقسام مصالح عامہ اور مصالح جزئیہ میں تقسیم کرتے ہیں۔ مصالح عامہ کی امثلہ میں وطن کی حفاظت، مسلمانوں کو تفرقہ سے بچانا، دین کی حفاظت، حرمین شریفین کی حفاظت اور قرآن و سنت وغیرہ کو شمار کرتے ہیں جبکہ مصالح جزئیہ خاصہ کا تعلق معاملات کے باب سے ہے۔[32]

آپؒ مصالح کے تحقق کے اعتبار سے مصالح کو تین اقسام قطعیہ، ظنیہ اور وھمیہ میں تقسیم کرتے ہیں۔ مصالح قطعیہ سے مراد وہ مصالح جو ادلہ قطعیہ سے ثابت ہوں جیسکہ کلیات خمسہ اور ارکان اسلام وغیرہ۔ مصالح ظنیہ سے مراد وہ مصالح ہیں جن کے ظنی ہونے کا عقل تقاضا کرے جیسکہ غصے کی حالت میں قاضی کا فیصلہ نہ کرنا دلیل ظنی سے ثابت ہے۔ اور مصالح وھمیہ سے مراد وہ مصالح ہیں جن میں صلاح و خیر کا وھم پایا جائے لیکن حقیقت میں ان میں ضرر موجود ہو جیسکہ لذت کے لیے مخدرات کا استعمال کرنا جو کہ حقیقت میں نقصان دہ ہے۔[33]

علامہ طاہر بن عاشورؒ نے فسادات، رواداری، فطرت کی رعایت اور آزادی کو شریعت کے عمومی مقاصد میں شمار کیا ہے، مزید برآں قسم ثانی میں آپؒ نے جن مباحث کو ذکر کیا ہے ان میں شریعت کے عمومی اور عالمگیر ہونے، رُخصت، احکام شرعیہ میں تغیر و تبدل، احکام شرعیہ میں اسماء و اشکال کی بجائے معانی و اوصاف کی رعایت، احکام شرعیہ کے قیاس کو قبول کرنے، حیل، سد الذرائع اور اُمت پر اجتہاد کے واجب ہونے جیسی ابحاث شامل ہیں۔

القسم الثالث: مقاصد التشريع الخاصة بانواع المعاملات بين الناس

---

[31] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص: ۳۰۷۔

[32] ایضاً، ص: ۳۱۳، ۳۱۴۔

[33] ایضاً، ص: ۳۱۴، ۳۱۵۔

قسم ثالث کا آغاز آپؒ نے مقاصد اور وسائل کی بحث کے ساتھ کیا ہے۔ مقاصد وہ ہیں جو بنفسہ مصلحت یا مفسدہ کو متضمن ہوتے ہیں جبکہ وسیلہ سے مراد وہ طریق ہے جو مقاصد کی طرف لے جائے۔ پھر مقصد جتنا عظیم ہو گا وسیلہ بھی اتنا ہی افضل و عظیم ہو گا۔ اور مقصد جتنا رذیل ہو گا وسیلہ بھی اتنا ہی رذیل ہو گا۔ پھر آپؒ نے حقوق الناس کے مختلف مراتب بیان کیے ہیں[34] علامہ طاہر بن عاشورؒ نے شریعت کے خصوصی مقاصد کو درج ذیل ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

i. المقاصد الخاصۃ باحکام العائلۃ
ii. المقاصد الخاصۃ بالتصرفات المالیۃ
iii. المقاصد الخاصۃ بالمعاملات المنعقدۃ علی الابدان
iv. المقاصد الخاصۃ بالتبرعات
v. المقاصد الخاصۃ بالقضاء والشھادۃ
vi. المقاصد الخاصۃ بالعقوبات[35]

i) چنانچہ عائلی نظام کی اصلاح کو امت کے مجموع نظام کی اصلاح اور بنیادی اکائی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انتظام امرا لعائلات فی الامۃ اساس حضارتھا و انتظام جامعتھا فلذلک کان الاعتناء بضبط نظام العائلۃ من مقصد الشر ائع البشریۃ کلھا۔"[36]

"اُمت کے عائلی معاملات کو منظم کرنا، اس کو مجموعی طور منظم کرنے کی بنیادی اساس ہے، اس لیے عائلی نظام کو منظم کرنے کی طرف توجہ دینا تمام بشری شرائع کے مقاصد میں سے ہے۔"

آپؒ نے احکام عائلہ میں نکاح، نسب، قرابت، مصاہرت اور محرمات سے متعلقہ احکام کے مقاصد و حکم کو بیان کیا ہے۔

ii) تصرفات مالیہ کے مقاصد کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان المقصد الأھم ھو حفظ مال الامۃ وتوفیرہ لھا فحصول حفظہ یکون بضبط أسالیب ادارۃ عمومہ وبضبط اسالیب حفظ اموال الافراد واسالیب ادارتھا فان حفظ المجموع یتوقف علی حفظ جزئیاتہ[37]

"بے شک سب سے اہم مقصد اُمت کے مال کی حفاظت اور اس میں اضافہ ہے، پس یہ حفاظت حاصل ہو گی اس کے عمومی ادارے کے اسالیب کو منظم کرنے اور افراد کے اموال کی حفاظت کے طریقوں کو منظم کرنے سے، کیونکہ مجموعی حفاظت موقوف ہے اس کی جزئیات کی حفاظت پر"

پھر فرماتے ہیں:

"والمقصد الشرعی فی الاموال کلھا خمسۃ امور: رواجھا ووضوحھا وحفظھا وثباتھا والعدل فیھا"[38]

[34] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص:۴۱۳، ۴۲۳۔

[35] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ۴۳۰، ۴۵۰، ۴۷۹، ۴۸۷، ۴۹۵، ۵۱۵۔

[36] ایضاً، ص:۴۳۰۔

[37] ایضاً، ص:۴۵۵۔

"اموال میں شریعت کا بنیادی مقصد یہ پانچ امور ہیں: اس کا رواج و وضوح ہو، اس کی حفاظت ہو اس کا ثبات ہو، اور اس میں عدل ہو"

رواج سے مراد یہ ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں مرتکز نہ ہو بلکہ لوگوں میں گردش کرے، وضوح سے مراد یہ کہ دولت کو ضرر اور خصومات سے حتی الامکان بچانا جیسکہ شریعت نے لین دین کے معاملات میں کتابت، گواہی اور رہن وغیرہ کو مقرر کیا۔ مال کی حفاظت سے مراد یہ کہ کسی کا ناحق مال نہ کھایا جائے۔ مال کے ثبات سے مراد یہ کہ مال کی ملکیت کو اس طرح ثابت کرنا کہ اس میں کوئی خطرہ اور منازعہ نہ ہو اور عدل سے مراد یہ کہ مال کا حصول ظلم کے طریقے پر نہ ہو بایں طور کہ وہ مال مکتسبہ ہو یا مالک نے بالعوض یا ھدیہ کیا ہو یا وراثت میں ملا ہو۔[39] مزید بر آں آپؒ نے تصرفات مالیہ کے باب میں زکوٰۃ، ملکیت کے طرق، ملک اور تکسب، کسب کے جائز و ناجائز طریقوں سے متعلقہ احکام کے مصالح و حکم بھی بیان کیے ہیں۔

iii) اعمال بدنیہ سے متعلقہ معاملات کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان الشريعة قصدت من تشريعها في التصرفات المالية انتاج الثروة للافراد ولمجموع الامة وقد مضى ان الثروه تتقوم من المتمولات ومن العمل فالعمل أحد اركان الثروة وآلة استخدام ركنيها الآخرين[40]

"بے شک شریعت کا تصرفات مالیہ میں احکام کا مقصد افراد اور مجموعی طور پر امت کے لیے دولت پیدا کرنا ہے اور ثروت کی بنیاد دو چیزوں اموال اور عمل پر ہے، پس عمل دولت کے ارکان میں سے ہے اور دوسرا اہم آلہ خدمت ہے۔"

اس ضمن میں آپؒ فرماتے ہیں کہ اُمت پر مجموعی طور پر اور ذوی العقول افراد پر خصوصی طور پر لازم ہے کہ ایسے طریقے دریافت کریں جو اصحاب الاموال کے مالوں اور ملازمین کے عمل کے مابین مطابقت قائم کریں اور دونوں گروہ ایک دوسرے سے نفع حاصل کر سکیں[41] مزید بر آں آپؒ نے معاملات بدنیہ کے باب میں اجارۃ الابدان، مساقات، مغارسہ، قراض اور مزارعت سے متعلقہ احکام کی حکمت و مصلحت پر روشنی ڈالی ہے۔

iv) عقود التبرعات کی مصلحت و حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عقود التبرعات قائمة على اساس المواساة بين افراد الامة الخادمة لمعنى الأخوه فهي مصلحة حاجية جلية [42]

"تبرعات کے عقود اُمت کے افراد کے مابین باہم مواسات کی اساس پر قائم ہیں اور یہ اخوت و بھائی چارے میں اضافہ کرتے ہیں پس یہ بہت بلند مصلحت حاجیاتی ہے"

اس ضمن میں آپؒ نے صدقہ، ھبہ، عاریہ اور وقف سے متعلقہ احکام کی حکمتوں اور اصول و ضوابط کو بیان فرمایا ہے۔

v) احکام قضاء کا مقصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[38] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص:۴۶۴۔

[39] بن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص:۴۶۴، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۷۔

[40] ایضاً، ص:۴۷۹۔

[41] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص:۴۸۰۔

[42] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص:۴۸۷۔

"ومقصد الشريعة من نظام هيئة القضاء كلها على الجملة ان يشتمل على مافيه إعانة على اظهار الحقوق وقمع الباطل الظاهر والخفى"[43]

"قضاء کے پورے نظام سے شریعت کا مقصد یہ کہ وہ حقوق کے اظہار پر اعانت کرے اور ظاہر و خفی باطل کا قلع قمع کرے"

اس ضمن میں آپؒ نے قاضی کی شرائط و فرائض اور گواہی سے متعلقہ احکام کی حکمتوں کو بیان کیا ہے۔

vi) عقوبات کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فمقصد الشريعة من تشريع الحدود والقصاص والتعزير وأُرُوش الجنايات ثلاثة امور تأديب الجانى وارضاء المجنى عليه وزجر المقتدى بالجناة"[44]

"شریعت کا حدود، قصاص، تعزیر اور جنایات کو مشروع کرنے کا بنیادی مقصد تین چیزیں ہیں، مجرم کی تأدیب کرنا، جس پر جرم واقع ہوا اس کی رضاء حاصل کرنا اور جرم کی پیروی کرنے والے کی زجر و توبیخ کرنا"

خلاصہ بحث

الغرض علامہ شاطبیؒ کے بعد علم مقاصد شریعت بطور تعلیل بالحکم پر جس شخصیت نے کام کیا اور نئی ابحاث و جہات متعارف کروائیں وہ علامہ طاہر بن عاشورؒ ہیں۔ آپؒ نے اس موضوع پر "مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ کے عنوان سے کتاب تحریر کی۔ کتاب ہذا کو بنیادی طور پر تین اقسام میں منقسم کیا ہے۔ قسم اول میں جن مباحث کو ذکر کیا ان میں، مجتہد کی مقاصد کی پہچان میں احتیاج، مقاصد کے اثبات کے طرق، سلف کا منہج مقاصدی، مقاصد شرعیہ کے مراتب اور احکام کے معلولہ اور غیر معلولہ ہونے کی ابحاث شامل ہیں۔ قسم ثانی کا آغاز مقاصد عامہ کی تعریف کے ساتھ کرتے ہیں پھر شریعت کے عمومی مقاصد فطرت، سماحت، مصلحت کا حصول اور مفسِدہ کا ازالہ، رخصت مساوات اور حُریت وغیرہ کو بیان کرتے ہیں۔ شریعت کے عمومی مقصد مصلحت کی تحصیل اور مفسدہ کے ازالہ کے تحت مصلحت و مفسدہ کا مفہوم، مصالح کی مختلف اقسام مصالح ضروریہ، حاجیہ اور تحسینیہ، مصالح قطعیہ، ظنیہ اور وھمیہ، اور مصالح عامہ و خاصہ کو بیان کرتے ہیں۔ قسم ثالث کا آغاز مقاصد خاصہ سے کرتے ہیں جس کے تحت فقہی ابواب مثلاً عائلی زندگی سے متعلق احکام کے مقاصد، تصرفات مالیہ کے مقاصد، احکام قضاء و شہادت کے مقاصد اور عقوبات کے مقاصد وغیرہ ذکر کیے ہیں۔ آپؒ نے شریعت کے عمومی مقاصد کی نئی فہرست مرتب کی اور نئے مقاصد کا اضافہ کیا، مزید برآں ضروریات خمسہ میں سے ہر ایک مقصد کا مجموعی اور انفرادی پہلو بیان کیا۔ آپؒ کے ان جدید نظریات کے باعث معاصر علماء آپؒ کو فن مقاصد شرعیہ کا امام رابع گردانتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[43] بن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ۴۹۸۔

[44] ایضاً، ص:۵۱۶۔

کتابیات

* ابن عاشور، محمد طاہر، **مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ**، قطر: وزارت الاوقاف والشؤون الاسلامیہ، 1987م۔
* محفوظ، محمد، **تراجم المؤلفین التونسیین**، دار الغرب الاسلامی، طبعہ اولیٰ، 1984م۔
* ابن خوجہ، شیخ محمد حبیب، **شیخ الاسلام الامام الاکبر محمد طاہر ابن عاشور**، قطر: وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ، 1999م۔